باب: 45

ابوریحان البیرونی

(973 - 1048 AD)

البیرونی کا اصل نام محمد بن احمد ہے۔ ان کی کنیت ابوریحان ہے۔ وہ 362AH/973AD میں خوارزم کے قصبہ بیرون میں پیدا ہوئے۔ کنیت اور جائے پیدائش کی نسبت سے وہ ابوریحان البیرونی کہلائے۔ خوارزم میں اُن دنوں آلِ عراق، ابونصر منصور بن علی کی حکومت تھی۔ شاہ خوارزم، البیرونی کے چچازاد بھائی تھے۔ شاہ خوارزم نے البیرونی کی ابتدائی تعلیم اپنے ذمہ لے لی تھی۔

قدیم علوم کو جاننے کی خواہش میں البیرونی نے متعدد زبانیں سیکھیں۔ فارسی، عربی، یونانی اور سنسکرت پر توان کو عبور حاصل تھا۔ اس کے نتیجے میں وہ کئی تہذیبوں سے روشناس بھی ہوئے۔ لسانیات سے ہٹ کر انہوں نے جن علوم کا گہرا مطالعہ کیا ان میں ریاضی، فلکیات، علم نجوم، جغرافیہ اور سائنس سرفہرست ہیں۔ انہوں نے علم کے شوق میں مختلف علاقوں کے کئی سفر بھی کیے۔

995ء میں البیرونی، خوارزم سے جرجان پہنچے۔ یہاں ان کو سلطان قابوس کے دربار میں بہت پذیرائی ملی۔ انہوں نے اپنی پہلی تصنیف "آثار الباقیہ" لکھی اور اسے سلطان کے نام کیا۔ پانچ سال بعد وہ خوارزم واپس لوٹ گئے۔ 1019ء تک سلطان محمود غزنوی کی فتوحات نہ صرف خوارزم، غزنی اور آس پاس کے علاقوں پر ہو گئیں بلکہ ہندوستان بھی پہنچ گئی تھیں۔ یوں البیرونی کا الحاق محمود غزنوی سے ہو گیا۔

البیرونی ہندوستان پہنچے۔ انھوں نے مقامی تہذیب اور یہاں کے قدیم علوم کا مطالعہ کیا۔ اس کے لیے انھوں نے سنسکرت زبان بھی سیکھی۔ البیرونی نے ہندوؤں کی مذہبی کتاب بھگوت گیتا کا عربی ترجمہ کیا۔ اس کے علاوہ انھوں نے ہندی تہذیب پر ایک مستند کتاب "کتاب الہند" بھی لکھی۔ یہاں کے ہندو عالم اور پنڈت ان کے اس قدر گرویدہ ہو گئے تھے کہ ان کو "ودیا ساگر" یعنی علم کا سمندر کہنے لگے۔ البیرونی زیادہ تر اجمیر میں رہے لیکن انھوں نے ہندوستان کے دیگر علاقوں کا بھی سفر کیا۔ وہ پنجاب کے بیشتر شہروں میں بھی رہے۔ یہاں انھوں نے علم ہیت پر کافی کام کیا۔ لاہور، جہلم، سیالکوٹ، ملتان اور پشاور کے طول البلد اور وہاں سے قطبی تارے کی بلندی معلوم کرنے کا کام انجام دیا۔ جہلم اور پنڈ دادن خان کے قصبہ "نندنا" کے ایک ٹیلے پر بیٹھ کر البیرونی نے زمین کے محیط اور قطر کی پیمائش کی۔ ان کے اس کام کو بعد میں بھی بالکل درست تسلیم کیا گیا۔

البیرونی، علم ہیت کے ماہر تھے۔ انھوں نے سورج اور ستاروں کی دوری یا بلندی معلوم کرنے کے لیے پیتل کا ایک گولہ، جسے اصطرلاب کہا جاتا ہے، ایجاد کیا۔ انہوں نے سیاروں کو اپنے محور پر اور سورج کے گرد گھومنے کا حساب بھی لگایا۔ نظام شمسی کے نتیجے میں پیدا ہونے والی جغرافیائی تبدیلیوں کی تمام تفصیلات بتائیں۔ اس موضوع پر انہوں نے کوئی 35 ریسرچ شدہ اہم مقالے بھی لکھے۔

ریاضی میں اکائی کا قاعدہ، نسبت تناسب اور جذر نکالنے کا طریقہ البیرونی کا ہی پیش کردہ ہے۔ آثار الباقیہ، جو تاریخی، مذہبی اور علمی مسائل پر ایک اہم تنقیدی کتاب ہے، کا ترجمہ مختلف یورپی زبانوں میں کیا جا چکا ہے۔ ابو ریحان البیرونی کی دیگر تصانیف میں تاریخ خوارزم، تاریخ محمود غزنوی "کتاب التفہیم"، "کتاب الجواہر والمواہر" اور "کتاب الدستور" بہت اہم ہیں۔ حکمت کے موضوع پر "کتاب الصیدنہ" بھی ان کی ایک اہم تصنیف ہے۔

البیرونی، علم نجوم کے ماہر اور ایک بہترین پامسٹ بھی تھے۔ وہ، محمود غزنوی کو مستقبل میں ہونے والے حالات سے بھی آگاہ کیا کرتے تھے۔ محمود غزنوی کے انتقال کے بعد ان کا لڑکا مسعود غزنوی تخت نشین ہوا۔ اس کے دور میں ہیت اور نجوم پر ایک کتاب لکھی جسے انہوں نے اسی سلطان کے نام پر "قانون مسعودی" رکھا۔

مذہب کے سلسلے میں البیرونی تقلید کے قائل نہ تھے۔ انہوں نے ہر مذہب کا مطالعہ اس کی مقدس کتاب اور براہ راست اسی کی زبان میں کیا۔ اسی طرح وہ تاریخ کے موضوع پر بھی آنکھیں بند کر کے نہیں چلتے تھے۔ نہ صرف یہ بلکہ ہر بات کو ہی وہ عقل کی کسوٹی پر پرکھنا ضروری سمجھتے تھے۔ اُن کا ایک دلچسپ پہلو یہ بھی ہے کہ تقریباً ساری عمر وہ مختلف سلطانوں سے بہت قریب رہے لیکن اس کے باوجود انہوں نے سیاست میں کبھی بھی دلچسپی نہیں لی۔ ساری زندگی ان کی پوری توجہ صرف علمی مشاغل پر لگی رہی۔

البیرونی، ایک بہت بڑے سائنسدان، ماہر ہیت، ماہر نجوم، ماہر ریاضی، ماہر ارضیات اور ماہر تاریخ و لسانیات تھے۔ علم و فضل میں بلاشبہ ان کا کوئی ہم پلہ نہ تھا۔ مسلمان اُن پر جتنا فخر کریں کم ہے۔ پاکستان میں اس عظیم دانشور کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لیے 1973ء میں ایک انٹرنیشنل کانفرنس منعقد کی گئی۔ اس موقع پر حکومت پاکستان کی طرف سے ایک یادگاری ٹکٹ بھی جاری کیا گیا۔